

گے تو تمہیں بہترین صلہ و انعام دیا جائے گا تو تینوں نے جواب میں عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ! ہم تو بہر حال تیرے حکم کے فرمانبردار ہیں، باقی ثواب و عذاب سے ہمیں کوئی مطلب نہیں ہے لیکن خوفِ الہی سے ڈر کر کانپتے ہوئے ان تینوں نے اس امانت کو قبول کرنے سے اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس امانت کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش فرمایا تو آپ نے بھی دریافت کیا کہ امانت کی ذمہ داری قبول کر لینے سے ہمیں کیا ملے گا؟ تو باری تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اچھی طرح اس کی پابندی کرو گے تو تمہیں بڑے بڑے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا اور اگر تم نے نافرمانی کی تو طرح طرح کے عذابوں میں تمہیں گرفتار کیا جائے گا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اس بار امانت کو اٹھالیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! میں اس سلسلے میں تیری مدد کروں گا۔

(تفسیر صاوی، ج ۵، ص ۶۰-۱۶۵۹، پ ۲۲، الاحزاب: ۷۲)

درسِ ہدایت:- ابلیس نے سجدہ آدم علیہ السلام کے بارے میں خدا کا حکم ماننے سے انکار کیا تو وہ راندۂ درگاہِ الہی ہو کر دونوں جہاں میں مردود ہو گیا۔ مگر آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں نے امانت کو اٹھانے کے بارے میں حکمِ الہی ماننے سے انکار کیا تو وہ بالکل معتبور نہیں ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ اور اس کا راز کیا ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ابلیس کا انکار بطورِ استکبار (تکبر) تھا اور آسمانوں وغیرہ کا انکار بطورِ استغفار (تواضع) تھا۔ یعنی ابلیس نے اپنے کو بڑا سمجھ کر سجدہ آدم علیہ السلام سے انکار کیا تھا اور ظاہر ہے کہ تکبر وہ گناہِ عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے اور تواضع وہ پیاری ادا ہے جو خداوندِ قدوس کو بے حد محبوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابلیس انکار کر کے عذابِ دارین کا حق دار بن گیا اور آسمان وزمین وغیرہ انکار کر کے موردِ عتاب بھی نہیں ہوئے بلکہ خدا کے رحم و کرم کے مستحق ہو گئے۔

اللہ اکبر! کہاں استکبار؟ اور کہاں استغفار؟ کہاں تکبر؟ اور کہاں تواضع؟ کہاں

اپنے کو بڑا سمجھنا؟ اور کہاں اپنے کو چھوٹا سمجھنا۔ دونوں میں بہت عظیم فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبر سے بچائے اور تواضع کا خوگر بنائے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۴۶﴾ جن اور جانور فرمانبردار

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک خاص معجزہ اور ان کی سلطنت کا ایک خصوصی امتیاز یہ ہے کہ ان کے زیر نگین صرف انسان ہی نہیں تھے بلکہ جن اور حیوانات بھی تابع فرمان تھے اور سب آپ کے حاکمانہ اقتدار کے زیر حکم تھے اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ دربارِ خداوندی (عز وجل) میں یہ دعا کی تھی کہ

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ
الْوَهَّابُ ﴿۴۶﴾ (پ ۲۳، ص: ۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی ہے بڑی دین والا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا مقبول فرمائی اور آپ کو ایسی عجیب و غریب حکومت اور بادشاہی عطا فرمائی کہ نہ آپ سے پہلے کسی کو ملی، نہ آپ کے بعد کسی کو میسر ہوئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ گزشتہ رات ایک سرکش جن نے یہ کوشش کی کہ میری نماز میں خلل ڈالے تو خداوند تعالیٰ نے مجھ کو اس پر قابو دے دیا اور میں نے اس کو پکڑ لیا اس کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ستون سے باندھ دوں تاکہ تم سب دن میں اس کو دیکھ سکو۔ مگر اس وقت مجھ کو اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی یہ دعا یاد آ گئی کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۴۶﴾ یہ یاد آتے ہی میں نے اس کو چھوڑ دیا۔

(بخاری شریف، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ووهبنا للؤد سلیمان الخ، ج ۱، ص ۴۸۶، ۴۸۷۔

فتح الباری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل ووهبنا الخ، رقم الحدیث ۳۴۲۳، ج ۶، ص ۵۶۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ خداوند تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کے خصائص و معجزات و خصوصی امتیازات و کمالات مجھ میں جمع فرمادیئے ہیں اس لئے قوم جن کی تسخیر پر بھی مجھ کو قدرت حاصل ہے لیکن چونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس اختصاص کو اپنا خصوصی طغراء امتیاز قرار دیا ہے اس لئے میں نے اس سلسلہ کا مظاہرہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ قرآن کریم کی حسب ذیل آیتوں میں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس معجزانہ اقتدار حکومت کا تذکرہ ہے۔

﴿۱﴾ وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَنْ يُعْوِصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ﴿۸۲﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۸۲)

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور شیطانوں میں سے وہ جو اس کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم انہیں روکے ہوئے تھے۔

اسی طرح سورہ ”سبا“ میں ارشاد فرمایا:

﴿۲﴾ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيِّنَاتٍ لِّدِينِ رَبِّهِ ۖ وَمِنْ يَّزُغُهُمْ ۖ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ ۚ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿۱۳﴾ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَتٍ ۚ

(پ ۲۲، سبا: ۱۲-۱۳)

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو ان میں ہمارے حکم سے پھرے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا دے اور نچے نچلے اور تصویریں اور بڑے حوضوں کے برابر لگن اور لنگر دار دیگیں۔

اور سورہ نمل میں یہ فرمایا کہ

﴿۳﴾ وَحِشْمَ لِسْلِيمَانَ جُنُودَهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ

يُؤَزَّغُونَ ﴿۱۷﴾ (پ ۱۹، النمل: ۱۷)

ترجمہ کنزالایمان: اور جمع کئے گئے سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے۔

اور سورہ ص میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ

﴿۴﴾ وَالشَّيَاطِينُ كُلٌّ بَقَاءٌ وَعَوَاصٍ ﴿۳۷﴾ وَأَخْرَيْنَا مَقْرَنَيْنِ فِي الْأَصْفَادِ ﴿۳۸﴾

هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ (پ ۲۳، ص: ۳۷-۳۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور دیوبلس میں کر دیئے ہر معمار اور غوط خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے یہ ہماری عطا ہے اب تو چاہے تو احسان کریا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں۔
درس ہدایت: بعض ملحدین جن کو معجزات کے انکار اور انکار جن کا مرض ہو گیا ہے وہ لوگ

ان آیتوں کے بارے میں عجیب عجیب مضحکہ خیز باتیں بکتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”جن“ سے مراد انسانوں کی ایک ایسی قوم ہے جو اس زمانے میں بہت قوی ہیکل اور دیوبیکر تھی اور وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ کسی کے قابو میں نہیں آتی تھی اور حیوانات کی تسخیر کے بارے میں یہ بکتے ہیں کہ قرآن میں اس سلسلے کا ذکر صرف ”ہُدُ“ سے متعلق ہے اور یہاں ”ہُدُ“ سے پرند مراد نہیں ہے بلکہ ہُدُ ایک آدمی کا نام تھا جو پانی کی تفتیش پر مقرر تھا۔ اس قسم کی لغویات اور رکیک باتیں کرنے والے یا تو جذبہ الحاد میں قصداً قرآن مجید کی تحریف کرتے ہیں یا قرآن کی تعلیمات سے جاہل ہونے کے باوجود اپنے دعویٰ بلا دلیل پر اصرار کرتے رہتے ہیں۔

خوب سمجھ لو کہ قرآن مجید نے ”جن“ کے متعلق جا بجا بصراحت یہ اعلان کیا کہ وہ انسانوں سے جدا خدا کی ایک مخلوق ہے صرف ایک آیت پڑھو جو اس بارے میں قول فیصل ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ (پ ۲۷، الذاریات: ۵۶)

یعنی ہم نے جن اور انسانوں کو صرف اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا کے عبادت گزار بنیں۔
دیکھ لو اس آیت میں جن کو ایک انسان سے جدا ایک مخلوق ظاہر کر کے دونوں کی تخلیق کی
حکمت بیان کی گئی ہے لہذا اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ جن انسانوں ہی میں سے
ایک قوی ہیکل قوم کا نام ہے، غور کیجئے کہ یہ کتنی بڑی جہالت کی بات ہے۔

اسی طرح جب ”ہُدُود“ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف صاف پرند فرمایا ہے اور
ارشاد فرمایا ہے کہ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ (پ ۱۹، النمل: ۲۰)

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کا جائزہ لیا تو اس تصریح کے بعد کسی کو کیا حق ہے کہ
اس کے خلاف کوئی ریک اور لچر تاویل کرے۔ اور یہ کہے کہ ہُدُود پرند نہیں تھا بلکہ ایک آدمی کا
نام تھا۔ سوچئے کہ یہ مغرب زدہ ملحدوں کا علم ہے یا ان کی جہالت کا قطب مینا ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

﴿۴۷﴾ ہوا پر حکومت

حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ بھی ایک خاص معجزہ اور آپ کی نبوت کا خصوصی امتیاز تھا کہ
اللہ تعالیٰ نے ”ہوا“ کو ان کے حق میں مسخر کر دیا تھا اور وہ ان کے زیر فرمان کر دی گئی تھی۔
چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب چاہتے تو صبح کو ایک مہینے کی مسافت اور شام کو ایک مہینے
کی مسافت کی مقدار ہوا کے دوش پر سفر کر لیتے تھے۔

قرآن کریم نے آپ کے اس معجزے کے متعلق تین باتیں بیان کی ہیں۔ ایک یہ کہ ہوا کو
حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں مسخر کر دیا۔ دوسرے یہ کہ ہوا ان کے حکم کے اس طرح
تابع تھی کہ شدید تیز و تند ہونے کے باوجود ان کے حکم سے نرم اور آہستہ روی کے باعث راحت
ہو جاتی تھی، تیسری بات یہ کہ ہوا کی نرم رفتاری کے باوجود اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کے صبح و شام کا جدا جدا سفر ایک شہ سوار کے مسلسل ایک ماہ کی رفتار کے برابر تھا گویا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت انجن اور مشین جیسے ظاہری اسباب سے بالاتر صرف ان کے حکم سے ایک بہت تیز رفتار ہوائی جہاز سے بھی زیادہ تیز مگر سبک روی کے ساتھ ہوا کے کاندھے پر اڑا چلا جاتا تھا۔

اس مقام پر تخت سلیمان اور آپ کے سفر کے متعلق جو تفصیلات سیرت کی کتابوں اور تفسیروں میں منقول ہیں ان میں بہت سے واقعات اسرائیلیات کا ذخیرہ ہیں جن کو بعض واعظین بیان کرتے ہیں مگر وہ قابل اعتبار نہیں اور ان پر بہت سے اعتراضات بھی وارد ہوتے ہیں۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کے متعلق صرف اس قدر بیان کیا ہے کہ:

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا
وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ ﴿۸۱﴾ (پ ۱۷، الانبیاء: ۸۱)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے۔

اور سورہ سبا میں یہ ارشاد فرمایا کہ

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحُ عُدُوهُمَا شَهْرًا وَآخِرًا شَهْرًا ﴿۲۲﴾ (پ ۲۲، سبا: ۱۲)

ترجمہ کنزالایمان:۔ اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ۔

اور سورہ ص میں فرمایا کہ

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿۳۱﴾ (پ ۲۳، ص: ۳۶)

ترجمہ کنزالایمان:۔ تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا۔

﴿۴۸﴾ تانبے کے چشمے

حضرت سلیمان علیہ السلام چونکہ عظیم الشان عمارتوں اور پر شوکت قلعوں کی تعمیر کے بہت شائق تھے اس لئے ضرورت تھی کہ گارے اور چونے کے بجائے پگھلی ہوئی دھات گارے کی جگہ استعمال کی جائے لیکن اس قدر کثیر مقدار میں یہ کیسے میسر آئے یہ سوال تھا جس کا حل حضرت سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس مشکل کو اس طرح حل کر دیا کہ ان کو پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے عطا فرمائے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبے کو پگھلا دیتا تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک خاص نشان اور ان کا معجزہ تھا۔ آپ سے پہلے کوئی شخص دھات کو پگھلا نا نہیں جانتا تھا۔ (تذکرۃ الانبیاء، ص ۳۷۷، پ ۲۲، سبا: ۱۲)

اور نجار کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ انعام فرمایا کہ زمین کے جن حصوں میں آتش مادوں کی وجہ سے تانبہ پانی کی طرح پگھل کر بہہ رہا تھا ان چشموں کو حضرت سلیمان علیہ السلام پر آشکارا فرمایا۔ آپ سے پہلے کوئی شخص بھی زمین کے اندر دھات کے چشموں سے آگاہ نہ تھا۔ چنانچہ ابن کثیر بروایت قتادہ ناقل ہیں کہ پگھلے ہوئے تانبے کے چشمے یمن میں تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر ظاہر فرمادیا۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۸)

قرآن مجید نے اس قسم کی کوئی تفصیل نہیں بیان فرمائی ہے کہ تانبے کے چشمے کس شکل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملے مگر قرآن کی جس آیت میں اس معجزہ کا ذکر ہے مذکورہ بالا دونوں توجیہات اس آیت کا مصداق بن سکتی ہیں اور وہ آیت یہ ہے:

وَأَسْلَمْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ^ط (پ ۲۲، سبا: ۱۲)

ترجمہ کنز الایمان:- اور ہم نے اس کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا۔

درس ہدایت :- ہوا پر حکومت اور پگھلے ہوئے تانبے کے چشموں کا مل جانا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے جو قرآن مجید سے ثابت ہے اس پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے۔ بعض ملحدین جن کو معجزات کے انکار کی بیماری ہو گئی ہے وہ ان معجزات کے بارے میں عجیب عجیب مضحکہ خیز باتیں بکتے اور رکیک تاویلات کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان ملحدوں کی باتوں پر کوئی توجہ نہ کریں اور معجزات پر یقین رکھتے ہوئے ایمان لائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

﴿۴۹﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے

ایک مرتبہ جہاد کی ایک مہم کے موقع پر شام کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کو اصطبل سے لانے کا حکم دیا۔ جب وہ پیش کئے گئے تو چونکہ آپ کو گھوڑوں کی نسلوں اور ان کے ذاتی اوصاف کے علم کا کمال حاصل تھا اس لئے جب آپ نے ان گھوڑوں کو اسیل سبک رو اور خوش رو پایا اور یہ ملاحظہ فرمایا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے تو آپ پر مسرت و انبساط کی کیفیت طاری ہو گئی اور آپ فرمانے لگے کہ ان گھوڑوں سے میری محبت ایسی مالی محبت میں شامل ہے جو پروردگار کے ذکر ہی کا ایک شعبہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس غور و فکر کے درمیان گھوڑے اصطبل کو روانہ ہو گئے۔ چنانچہ جب آپ نے نظر اٹھائی تو وہ گھوڑے نگاہ سے اوجھل ہو گئے تھے۔ تو آپ نے حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو واپس لاؤ۔

جب وہ گھوڑے واپس لائے گئے تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے جوش محبت میں ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنا اور تھپتھپانا شروع کر دیا۔ کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کا سامان تھے اس لئے آپ ان کی عزت و توقیر کرتے ہوئے ایک ماہر فن کی طرح سے ان گھوڑوں کو مانوس کرنے لگے اور اظہار محبت فرمانے لگے۔ قرآن مجید نے اس واقعہ کو حسب ذیل عبارت میں بیان فرمایا ہے:

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿٣٠﴾ اِدْعُرْضَ عَلَيْهِ بِلَعْنَتِي
الْصَّفِيفَةُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى
تَوَكَّرْتُ بِالْحَجَابِ ﴿٣٢﴾ رَدُّ هَا عَلَى ط فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ ﴿٣٣﴾

(پ ۲۳، ص: ۳۰-۳۳)

ترجمہ کنز الایمان :- اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا فرمایا کیا اچھا بندہ بیشک وہ بہت رجوع لانے والا جب کہ اس پر پیش کئے گئے تیسرے پہر کو کہ رُو کئے تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سم کا کنارہ زمین پر لگائے ہوئے اور چلائے تو ہوا ہو جائیں تو سلیمان نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لئے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ نگاہ سے پردے میں چھپ گئے پھر حکم دیا کہ انہیں میرے پاس واپس لاؤ تو ان کی پٹھالیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

دوسری ہدایت :- ان آیات کی جو تفسیر ہم نے تحریر کی ہے اس کو ابن جریر طبری اور امام رازی نے ترجیح دی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی یہی تفسیر فرمائی ہے۔ جس کے ناقل علی بن ابی طلحہ ہیں ان آیات کی تفسیر میں بعض مفسرین نے گھوڑوں کی پٹھالیاں اور گھوڑوں کی گردنوں کو تلوار سے کاٹ ڈالنا تحریر کیا ہے اور اسی قسم کے بعض دوسرے کمزور اقوال بھی تحریر کئے ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں ہے اور وہ محض حکایات اور داستانیں ہیں جو دلائل قویہ کے سامنے کسی طرح قابل قبول نہیں اور یہ تفسیر جو ہم نے تحریر کی ہے اس پر نہ کوئی اشکال و اعتراض پڑتا ہے نہ کسی تاویل کی ضرورت پیش آتی ہے۔

(تفسیر خزان العرفان، ص ۸۱۹، پ ۲۳، ص: ۳۳)

﴿۵۰﴾ پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح

حضرت داؤد علیہ السلام خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس میں بہت زیادہ مشغول و مصروف

رہتے تھے اور آپ اس قدر خوش الحان تھے کہ جب آپ زبور شریف پڑھتے تھے تو آپ کے وجد آفریں نغموں سے نہ صرف انسان بلکہ وحوش و طیور بھی وجد میں آ جاتے اور آپ کے گرد جمع ہو کر خدا کی حمد کے ترانے گاتے اور اپنی اپنی سریلی اور پرکیف آوازوں میں تسبیح و تقدیس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی ہمنوائی کرتے اور چرند و پرند ہی نہیں بلکہ پہاڑ بھی خداوند تعالیٰ کی حمد و ثناء میں گونج اٹھتے تھے۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ان معجزات کا ذکر جمیل اللہ تعالیٰ نے سورۃ انبیاء و سورۃ سبا و سورہ ص میں صراحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ

وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۖ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿۷۹﴾

(پ ۱۷، الانبیاء: ۷۹)

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیئے کہ تسبیح کرتے اور پرندے اور یہ ہمارے کام تھے۔

اور سورۃ سبا میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۖ لِيَجِبَالَ أُورِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ﴿۲۲﴾ (سبا: ۱۰)

ترجمہ کنز الایمان:۔ اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا اے پہاڑ اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔

اور سورہ ص میں ارشاد ربانی اس طرح ہوا کہ

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعُشِيِّ ۚ وَالْإِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرِ

مَحْشُورًا ۖ كُلُّ لَّهُ آوَابٌ ﴿۱۹﴾ (ص: ۱۸-۱۹)

ترجمہ کنز الایمان:۔ بیشک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیئے تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے اور پرندے جمع کئے ہوئے سب اس کے فرمانبردار تھے۔

دوسری ہدایت:۔ بے عقل پرندے اور بے جان پہاڑ جب خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس کا

نغمہ گایا کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتوں میں آپ پڑھ چکے تو اس سے ہم انسانوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ ہم انسان جو عقل والے، ہوشمند اور صاحبِ زبان ہیں ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم خداوند قدوس کی تسبیح اور اس کی حمد و ثناء کے افکار کو روزِ زبان بنائیں اور اس کی تسبیح و تقدیس میں برابر مشغول و مصروف رہیں۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس سلسلہ میں ایک بہت ہی لطیف و لذیذ اور نہایت ہی مؤثر حکایت بیان فرمائی ہے اس کو پڑھئے اور عبرت و نصیحت حاصل کیجئے وہ فرماتے ہیں:

دوش مرغی بصبح می نالید عقل و صبرم ربود و طاقت و ہوش
ایک پرند صبح کو چہر ہار ہا تھا تو اس کی آواز سے میری عقل و صبر اور طاقت و ہوش سب غارت ہو گئے۔

یکے از دوستانِ مخلص را مگر آوازِ من رسید بگوش
میرے ایک مخلص دوست کے کان میں شاید میری آواز پہنچ گئی۔

گفت باورِ نداشتم کہ ترا بانگ مرغی چنیس کند مدہوش
تو اس نے کہا کہ مجھے یقین نہیں آتا کہ ایک پرند کی آواز تم کو اس طرح مدہوش کر دے گی۔
گفتم این شرط آدمیت نیست مرغ تسبیح خوان و من خاموش
تو میں نے کہا کہ یہ آدمیت کی شان نہیں ہے کہ پرند تو تسبیح پڑھے اور میں خاموش رہوں۔

﴿۵﴾ فرشتوں کے بال و پر

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بازو اور پر بنا دیئے ہیں جن سے وہ فضائے آسمانی میں اڑ کر کائناتِ عالم میں فرامینِ ربانی کی تعمیل کرتے رہتے ہیں۔ کسی فرشتے کے دو پر کسی کے تین اور کسی کے چار پر ہیں۔

علامہ زنجشیری کا بیان ہے کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ فرشتوں کی ایک قسم ایسی

بھی ہے جن کو خلاق عالم جل جلالہ نے چھ بازو اور پر عطا فرمائے ہیں۔ دو بازوؤں سے تو وہ اپنے بدن کو چھپائے رکھتے ہیں اور دو بازوؤں سے وہ اڑتے ہیں اور دو بازو ان کے چہرے پر ہیں جن سے وہ خدا سے حیا کرتے ہوئے اپنے چہروں کو چھپائے رکھتے ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ میں نے ”سدرۃ المنتہی“ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو بازو تھے اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ آپ اپنی اصل صورت مجھے دکھا دیجئے تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ اس کی تاب نہ لاسکیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس کی خواہش بلکہ تمنا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرتبہ اپنی اصل صورت میں وحی لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئے تو ان کو دیکھتے ہی آپ پر غشی طاری ہو گئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے بدن سے ٹیک لگا کر آپ کو سنبھالے رکھا اور اپنا ایک ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر اور ایک ہاتھ دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ حضرت اسرافیل کو دیکھ لیتے تو آپ کا کیا حال ہوتا؟ ان کو تو اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار بازو عطا فرمائے ہیں اور ان کا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا بازو مغرب میں ہے اور وہ عرش الہی کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔

(تفسیر صاوی، ج ۵، ص ۱۶۸۶، پ ۲۲، فاطر: ۱)

فرشتوں کے بازوؤں اور پروں کا ذکر سورۃ فاطر کی اس آیت میں ہے کہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلِكَةِ رُسُلًا أُولَىٰ
أَجْنَحَةٍ مَّمْنَىٰ وَثُلُثَ وَرُبَاعٍ ۚ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ① (پ ۲۲، فاطر: ۱)

ترجمہ کنزالایمان:۔۔ سب خوبیاں اللہ کو جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا فرشتوں کو رسول کرنے والا جن کے دودو تین تین چار چار پر ہیں۔ بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

درس ہدایت:۔۔ فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ فرشتوں کے بازو اور پر بھی ہیں۔ کسی کے دودو کسی کے تین تین کسی کے چار چار۔ اور کسی کے اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ فرشتوں کے اتنے زیادہ پر کیونکر اور کس طرح ہیں؟ تو قرآن نے اس کا شافی اور مسکت جواب دے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوئی حد نہیں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لہذا وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ فرشتوں کو بال و پر بھی عطا فرما سکتا ہے اور بلاشبہ عطا فرمائے بھی ہیں لہذا اس سلسلے میں بحث و مباحثہ اور سوال و جواب یہ سب گمراہی کے دروازے ہیں۔ ایمان کی خیریت اسی میں ہے کہ بغیر چون و چرا کے اس پر ایمان لائیں اور کیوں اور کیسے کے علم کو اللہ اعلم کہہ کر خدا کے سپرد کر دیں۔

﴿۵۲﴾ ابوجہل کی گردن کا طوق

ایک مرتبہ ابوجہل اور اس کے قبیلے کے دو آدمیوں نے حلف اٹھایا کہ اگر ہم لوگوں نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لیا تو ہم پتھر سے ان کا سر پکچل دیں گے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لئے حرم کعبہ میں تشریف لے گئے اور ابوجہل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو وہ ایک بہت بڑا پتھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چلا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس پتھر کو پھینکنے کے لئے اپنے سر کے اوپر دونوں ہاتھوں سے اٹھایا تو اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں آ گئے اور پتھر اس کے ہاتھوں میں چپک کر رہ گیا اور دونوں ہاتھ طوق بن کر ٹھوڑی کے پاس بندھ گئے اور وہ اس طرح ناکام ہو کر لوٹ آیا۔ اس کے دوسرے دن ولید بن مغیرہ نے جھنجھلا کر کہا کہ تم پتھر مجھے دے دو۔ میں اس کو ان کے سر پر دے ماروں گا۔ چنانچہ اس بد نصیب نے

جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر چلانے کا ارادہ کیا تو ایک دم اندھا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز تو سنتا رہا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت نہیں دیکھ سکتا تھا، مجبوراً پلٹ گیا تو اپنے ساتھیوں کو بھی نہ دیکھ سکا۔ جب آواز دی تو ساتھیوں نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ تو اس نے اپنی مجبوری کا حال بیان کیا پھر اس کے تیسرے ساتھی نے غصہ میں بھر کر پتھر کو اپنے ہاتھ میں لیا مگر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچتے ہی اٹلے پاؤں بدحواس ہو کر بھاگا اور ہانپتے کانتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ میں جب ان کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک ایسا سانڈ ان کے قریب اپنی دم ہلارہا ہے کہ میں نے آج تک ایسا خونفک سانڈ دیکھا ہی نہیں تھا۔ لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں ان کے قریب جاتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا۔ (تفسیر صاوی، ج ۵، ص ۱۷۰۶، یس: ۸-۹)

اس واقعہ کا ذکر سورہ یس میں ان لفظوں کے ساتھ مذکور ہے۔

إِنَّا جَعَلْنَاهُ فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلًا فَبِمَا إِيَّاكَ أَلَمْنَا لِيُكَلِّمَكَ ۖ وَلَقَدْ نَادَيْنَاكَ فَأَنْصَرِفْ وَأَنْتَ غَافِلٌ ۚ أَلَمْ تَكُنْ مِنْ رُسُلِنَا ۚ فَأَنْصَرِفْ ۚ
وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ⑨ (پ ۲۲، یس: ۸-۹)

ترجمہ کنزالایمان: ہم نے ان کی گردنوں میں طوق کر دیئے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اب اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنا دی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔

درس ہدایت: یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے۔ بارہا کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی اور اپنی خفیہ چال بازیوں اور وسیعہ کاریوں میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا، مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی بھی کوئی آنچ نہ آ سکی اور خداوند قدوس کا وعدہ پورا ہوا کہ **وَاللّٰهُ يَعْصِيكَ مِنَ النَّاسِ** ط (پ ۶، المائدہ: ۶۷)